درسِ عبرت و موعظت

(از مولوی عبد الجلیل صاحب رحمانی بستوی مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی)

(۱)

بزرگان ملت! اور اے فرزندان اسلام خدارا تم اپنی میگساری، مخموریت، بدمستگی اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔ دیکھو دیکھو چشمِ بصیرت سے دیکھو یہ زمانہ پھولوں کی سیج پر لیٹ کر واقعات دہری اور حادثات زمانہ سے غفلت برتنے کا نہیں۔ تمہارے خرمنِ ایمان اور متاع اسلام کی طرف کفر و شرک۔ الحاد و دہریت کے شعلے بڑھتے چلے آ رہے ہیں مگر آہ تم آہ تم نے کوئی دفاعی صورت اختیار نہیں کی۔ شاید تمہیں میری ان باتوں کا یقین نہ ہو اس لئے میری رائے ہے جاؤ تم کرۂ ارضی کی کسی بلند سطح پر چڑھ جاؤ۔ دنیا کے کسی بلند ترین پہاڑ کی چوٹی پر چڑھکر بذات خود مشاہدہ کرو پھر دیکھو میرے قول کی تصدیق پر مجبور ہوتے ہو یا نہیں۔ چونکہ بذریعۂ شاہد عینی اور رویت بصری حق الیقین اور عین الیقین کا ہونا اغلب ہے اسلئے میں تو پورے جزم و اذعان کے ساتھ کہہ رہا ہوں اگر تمہاری قوۃ نظریہ پر مبدء فیاض کی طرف سے کشف و ظہور کی ایک ہلکی سی بھی روشنی پڑی ہوگی، تمہاری چشم بصیرت اور دیدۂ بصارت پر اگر مرض النوم کا غلبہ نہ ہوگا تو تم انھیں آنکھوں سے دیکھوگے جن سے میں دیکھتا ہوں اور انھیں کانوں سے سنوگے جن سے میں سنتا ہوں اور انھیں دلوں سے سمجھوگے جس سے میں سمجھتا ہوں،

پس آؤ! ہم تم سب ملکر مغرب کی طرف نظر اٹھائیں اور دیکھیں سفینۂ اسلام کیلئے بحر دہریت میں کوئی تلاطم خیزی تو نہیں؟ زندقہ اور الحاد کے سیلاب میں گھر جانے کا خطرۂ عظیم تو نہیں؟ کفر و شرک عصیان و معاصی، نیچریت و لامذہبیت کے بادصرصر سے دوچار ہونیکا ڈر تو نہیں؟ اور پھر کیا تقلید یورپ کے جراثیم ہمارے دینی اور شرعی اجسام اور رگ و پے میں سرایت نہیں کر گئے؟ اور کیا کشتیِ اسلام اس طوفان مہلک کے گرداب میں ہچکولے نہیں لے رہی ہے؟ ذہنی تعطل اور ضلالت فکری کی نہایت دردناک داستان ہوگی اگر تم نے ان سوالات کا جواب بجائے اثبات کے نفی میں دیا۔ جب یہ حقائق اور نفس الامری واقعات ہیں تو پھر کیا مدہوشی ہے کہ خطرے کی گھنٹی بجائی جاتی ہے پر بیدار نہیں ہوتے، تمہاری صبح زندگی کو شب تاریک سے بدل دینے والی فوج ضلالت تمہارے استیصال و بربادی کیلئے پورے ساز و سامان سے چلی آ رہی ہے مگر تم اپنے مشیر مخلصی اور نذیر عریاں کی باتوں پر کان تک نہیں دہرتے۔ فیالیت قومی یعلمون۔ کاش قوم مسلم حقیقت حال جان لے۔

افسوس کہ تم نے ان انگاروں اور شعلوں کو منٹوں میں خاک و خاکستر کا ڈھیر بنا دینے کیلئے انبیاء اور رسولوں کے اسوۂ حسنہ کے فائر بریگڈ (آگ بجھانے کی مشین) سے کام نہیں لیا اور نہ تو یاجوج طغیان اور ماجوج یورپ کیلئے کوئی سکندری دیوار ہی اٹھائی اگر ذوالقرنین نے کوہ کاکیشیا کا راستہ اور درہ کا کیشیا کو تانبے اور لوہے کی سلوں سے بند کرکے غارتگران تاتار اور قبائل منگولیہ کے خونخواران انسانیت کیلئے صدیوں کا راستہ مسدود کر دیا اور پھر چینیوں نے بھی مجبور ہوکر انہی رہزنان قافلۂ انسانیت اور راہی سارقان متاع گنج تہذیب و تمدن کے ڈر سے بارہ سو میل کی لمبی دیوار تیار کرکے اپنی پوری حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ اگر

سکندر ذوالقرنین اور چینیوں کیلئے مادی ساز و سامان کی فراوانی تھی جس سے یہ مادی دیواریں تیار ہوگئیں تو پھر تمہارے لئے بھی قرآن پاک جیسی آسمانی کتاب میں ایک روحانی سد اور ایمان کے حصن حصین تیار کرلینے کی روحانی تعلیم کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے پر افسوس کہ تم دولت اسلام اور تحفظ متاع ایمان کا کوئی سامان نہیں کرتے۔ اے ادعائی علمبرداران اسلام! اور اے پاسبانان ملت بیضا تم نے اپنے ڈکٹیٹر شپ کے قیام و بقا کیلئے بڑی سے بڑی جدوجہد کی۔ زور خطابت سے آسمان و زمین کو ایک کر دیا مسلمانوں کی قیادت و رہبری کا علم بلند کرنے میں پیش پیش نظر آتے ہو مگر یہ کیا قیامت ہے تمہاری یہ ساری دوڑ دھوپ صرف "شاہد" وزارت کے وصال یا ایوان کی چند کرسیوں ہی تک کیوں محدود ہے۔ تمہارا توسن تیز گام شریعت مطہرہ کی سڑک پر کیوں لنگڑا ہوگیا۔ تم میدان سیاست میں انتہائی کمال و دسترس کے مدعی ہو مگر اسلام میں کیوں ٹھنڈے پڑگئے۔ عوام الناس کو ضلالت دنیاوی سے بچانے کا دعوے کرتے ہو مگر تمہاری بہو، بیٹیاں تمہارے بچے تمہاری اولادیں ضلالت کے دینی سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہتی چلی جارہی ہیں۔ آج (بلحاظ تعداد) سب سے بڑی اسلامی جمعیت کے ڈکٹیٹر اور "قائد اعظم" کی بیٹی ایک غیر مسلم نوجوان سے شادی کرکے مرتدہ ہوجاتی ہے تو مسلمانوں کے احتجاجات کے جواب میں یہ کہکر اپنے نفس کو مطمئن کرلیا جاتا ہے کہ خاتون موصوفہ اپنی ذات اور اپنے معاملات میں خود مختار ہے۔ اسی[عہ] طرح علیگڈھ کے ایک مشہور رئیس اور خان بہادر کی شادی شدہ بیٹی خورشید عبداللہ (جو آجکل فلمی دنیا میں رینوکا دیوی کے نام سے مشہور ہے) نے اپنے خاندان سے الگ ہوکر سینما اور بائیسکوپ کی شرمناک زندگی ہی کو پسند کرلیا اور ایکٹرس بنکر ناچنے گانے کا کام انجام دے رہی ہے[عہ]

ولمثل هذا يذوب القلب في كمد + ان كان في القلب اسلام وايمان

یہ ہیں ہمارے دردانگیز واقعات مگر اب بھی آنکھ نہیں کھولتے آج اس سیاسی کشمکش میں شاید ہی مسلمانوں کا کوئی دردمند طبقہ ایسا ہو جس کے سامنے یہ سوال نہ ہو کہ آخر "مسلمان کیا کریں" بعض جرائد اسلامیہ میں اسی عنوان خاص کے متعلق مقالات پر مقالات لکھے جارہے ہیں مگر تشفی نہیں ہوتی۔ پس آؤ میں قرآن پاک کی روشنی میں ایک ایسے گروہ مقدس کا اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل پیش کروں جس کے نقش قدم پر چلنے سے تمہاری زندگی خوشگوار اور تمہارے کارنامے بلند ہوسکتے ہیں۔ تم ابنا روطن سے کسیقدر پیچھے نہیں رہ سکتے۔ تم اپنے تعمیری کاموں اور بلند سے بلند مقاصد میں ہمیشہ فائز المرام ہوتے رہوگے۔ مگر شرط عمل ہے یہ دنیا عمل و فعل کی دنیا ہے۔ حسب منشا نتائج کا ظہور فعالوں کیلئے ہے۔ قوالوں کیلئے خیبت و خسران کے سوا کچھ بھی نہیں۔ پس انبیاء اور رسل کی زندگی سے سبق لیکر اس پر عمل پیرا ہوجاؤ۔ ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ ہم قرآن پاک میں جن انبیا کا ذکر ہے انھیں کے احوال زندگی پر کچھ روشنی ڈالتے ہیں اسلئے کہ قرآن کہتا ہے لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ط ترجمہ۔ رسولوں کے حالات زندگی میں بہت بڑی عبرت مضمر ہے۔

ابو البشر آدم علیہ السلام قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نے کسی ایک جگہ بھی اس امر کی تصریح نہیں کی کہ سیدنا و ابونا آدم علیہ السلام کے زمین پر آباد ہونیکی کیا صحیح تحدید اور یقینی تاریخ ہے البتہ مفسرین حضرات جہاں دیگر بہت سے امور میں رطب و یابس اسرائیلیات کا شکار ہوگئے ہیں یہاں بھی کچھ نہ کچھ لکھ گئے جو بالکل قابل اعتبار نہیں۔ ہاں امت مسلمہ کا یہ البتہ اعتقادی مسئلہ ہے کہ سب سے پہلا

عہ اخبار "دین دنیا" مجریہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۹ء عہ یہ وہ روح فرسا واقعات ہیں کہ اگر ذرا بھی دل میں ایمان ہو تو جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے" منہ

انسان جو اس سطح ارضی پر آباد ہوا وہ آدم علیہ السلام کی ہستی تھی اور تمام بنی نوع انسان آپ ہی کی اولاد ہے۔ شریعت اسلامیہ نے وجود انسان کی تاریخ وتعین سے تو بالکل سکوت اختیار کیا ہے لیکن مورخین نے اس کی تعیین کی ہے اگرچہ اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا تاہم کچھ نہ کچھ ظن حاصل ہوہی جاتا ہے۔ مثلاً بعض مورخین کا قول ہے انسان کا وجود چار ہزار سال سے پایا جاتا ہے اور بعض کا قول ہے چھ ہزار سے اور بعض نے دس لاکھ سال بتلایا۔ اقوام عالم میں سے قدیم ترین مصریوں، ہندوستانیوں، چینیوں کی قومیں ہیں ان کا وجود حسب بیان مورخین یورپ چھ ہزار یا دس ہزار سے پایا جاتا ہے نیز مورخین کے مشہور قول کے موافق ولادت سیدنا محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ولادت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے درمیان ۵۷۱ سال کا فصل ہے۔ نیز مسیح علیہ السلام اور وفاۃ موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ۱۷۱۶ سال کا اور موسیٰ علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام کے درمیان ۵۴۵ سال اور ابراہیم علیہ السلام اور طوفان نوح کے درمیان ۱۰۸۱ سال اور طوفان نوح اور آدم علیہ السلام کے درمیان ۲۲۴۲ سال کا فصل ہے اس حساب سے آنحضورؐ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور آدمؑ کے درمیان ۶۱۵۵ سال کا فصل ہوتا ہے۔ اس صورت مرقومہ کے موافق ہمارے اور آدم علیہ السلام کے درمیان آج ۷۵۴۲ سال کا فصل ہوتا ہے" دروس التاریخ جلد ۱ مصنفہ شیخ محی الدین الخیاط۔

نیز بعض کتب مسیحیہ میں مرقوم ہے کہ طوفان اور مسیح علیہ السلام کے درمیان ۲۳۰۸ سال کا فصل ہے اور آدمؑ وعیسیٰؑ کے درمیان ۴۰۰۴ سال کا اس لحاظ سے ہمارے اور آدم علیہ السلام کے درمیان آج ۵۹۴۲ سال کا فصل ہوتا ہے والعلم عنداللہ" دائرۃ المعارف للعلامۃ فرید وجدی مصری جلد ۱ ص ۱۲۳۔

یہ چند اختلافی اقتباسات نقل کردیئے گئے ہیں اب اس کے بعد آدم علیہ السلام کی تخلیق پر کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قرآن مجید نے سات مقامات میں آدمؑ کی تخلیق اور ان کی ابتدائی زندگی پر بحث کی ہے اور نہایت مشرح طور پر انکا حال بیان کیا گیا ہے اولاً سورہ بقرہ میں بایں الفاظ فرمایا گیا وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الخ ترجمہ اے پیغمبر اسلام آپ ابوالبشر آدم کی تخلیق کا واقعہ یاد کیجیے جب میں نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ الغرض آپ حضرات مکمل ایک رکوع پڑھ جائیے جس میں فرشتوں کا جواب اور پھر سجود ملائکہ کا پورا بیان آپ کو مل جائیگا۔ البتہ یہاں پر آدم کے خاکی و نوری اور خمیر تخلیق سے بالکل سکوت ہے لیکن اس کی تشریح دیگر آیات سے ہوجاتی ہے کما سیاتی۔ دوسری جگہ سورہ اعراف میں بایں الفاظ اس حقیقت کو واضح کیا گیا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الخ یہاں بھی پورا رکوع پڑھ جائیے شجرہ ممنوعہ کا ذکر شیطان لعین کے اخراج اور مرحوم درگاہ ہونیکا بیان بھی مفصل طور پر مذکور ہے یہاں پر زبان وحی نے شیطان کے اعتراض او دحجور کا ذکر کرتے ہوئے خمیر آدمؑ کی طرف بھی بایں الفاظ اشارہ کردیا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ترجمہ شیطان نے عرض کیا کہ خدایا تونے مجھے روشن آگ سے پیدا کیا اور آدمؑ کو مٹی سے بھلا ایک مشت خاک مسجود نار کیونکر بن جائے۔ تیسری جگہ سورہ حجر میں یوں ارشاد ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ اے پیغمبر اسلام تم جانتے ہو میں نے فرشتوں سے جب کہا کہ میں خمیر بنے ہوئے گارے سے جو خشک ہوکر بجنے لگتا ہے اس سے ایک انسان پیدا کروں گا اس پر فرشتوں نے کیا کہا اور کیا کچھ ہوا۔ وغیرذلک۔

یہاں پر ایک حقیقت اور واضح ہوگئی کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام مٹی کے جوہر اور ست سے پیدا ہوئے جسکا بیان آیات سابقہ